# کتابیں اور کتب خانے

وسطی ایشیا کا خطہ مسلم تہذیب و ثقافت کا امین ہے اور مسلم ثقافت میں تعلیم و تعلم، تصنیف و تالیف اور کتابوں سے محبت کی جو روایت ہے، وسطی ایشیا اس کی بھرپور عکاسی کرتا رہا ہے۔ ماضی میں اس خطّے کے اہلِ علم نے دینی اور دُنیوی علوم میں اِس قدر کارہائے نمایاں انجام دیے کہ دور و نزدیک کے علماء و طلبہ اُن سے استفادے کے لیے وسطی ایشیا کا سفر کرتے تھے۔ جن اہلِ علم نے اپنے سلسلۂ سند کے حوالے سے کتابیں یادگار چھوڑی ہیں، اُن میں سمرقند و بخارا اور مرو جیسے معروف شہروں ہی نہیں بلکہ بعض چھوٹے چھوٹے دیہات کے نام بھی ملتے ہیں جو کبھی علمی دنیا میں بڑی شہرت رکھتے تھے۔

یہ اہل علم جن کے درس میں سینکڑوں افراد شریک ہوتے تھے اور جن کی تالیفات آج ہمارے پاس ہیں، اُنہوں نے تدریسی و تصنیفی کام یقیناً کتب خانوں کے بغیر نہیں کیا تھا، تاہم حکومت کی سطح پر کتنے کتب خانے قائم ہوئے، اس بارے میں زیادہ معلومات دستیاب نہیں ہیں۔ بوعلی سینا نے، جو نوح بن منصور سامانی (۹۷۶ء - ۹۹۷ء) کے دربار سے بطور طبیب وابستہ تھا، اُس کے کتب خانے کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے۔

> ایک دن میں نے اُن [نوح بن منصور] سے کتب خانے میں جانے کی اجازت طلب کی تاکہ کتب خانہ دیکھا جائے اور اس کی کتابیں پڑھی جائیں۔ انہوں نے مجھے اجازت دی اور میں ایک عمارت میں داخل ہوا، جس کے کئی کمرے تھے۔ ہر کمرے میں کتابوں کے صندوق تھے جو ایک دوسرے کے اوپر نیچے رکھے گئے تھے۔ ایک کمرے میں عربی زبان اور شاعری سے متعلق کتابیں تھیں، دوسرے کمرے میں فقہ پر اور اس طرح ہر کمرے میں ایک ایک علم کا ذخیرہ تھا۔ میں نے فہرستِ کتب میں فقہاء کی کتابیں دیکھیں اور جن کی مجھے ضرورت تھی، حاصل کیں۔ میں نے یہاں ایسی کتابیں دیکھیں، جن کے نام بہت سے لوگوں کے لیے معروف نہ تھے اور نہ میں نے انہیں پہلے کہیں دیکھا تھا۔ بعد میں بھی یہ کتابیں کہیں دیکھنے کا موقع نہیں ملا۔

زیرِ نظر مضمونچے میں اس بات کی گنجائش نہیں کہ وسطی ایشیا کے تمام کتب خانوں کا جائزہ لیا

جائے۔ چند کتب خانوں کی جانب اشارہ کافی ہوگا۔ سمرقند میں امیر تیمور (م ۱۴۰۵ء) کے کتب خانے کی بڑی اہمیت تھی۔ امیر تیمور نے اپنی فتوحات کے دوران میں اور زیرِ نگین علاقوں سے بڑی تعداد میں کتابیں جمع کی تھیں۔ اس کتب خانے سے بعد میں الغ بیگ (م ۱۴۴۹ء) اوراس کے دربار سے وابستہ دوسرے علماء و فضلاء نے بھرپور استفادہ کیا تھا۔ روسی عالم بارتھولڈ (م ۱۹۳۰ء) کے بقول ۵ ویں سے ۷ ویں صدی ہجری کے درمیان سمرقند کے جتنے بھی معروف سفر نامے ملتے ہیں، ان میں سمرقند کے عظیم الشان کتب خانوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

مرو کے کتب خانوں نے تیرھویں صدی عیسوی میں بڑی شہرت پائی تھی۔ معروف جغرافیہ داں یاقوت الحموی ۱۲۱۶ء سے ۱۲۱۸ء کے درمیان مرو میں تھا، یاقوت کے بقول مرو میں اس وقت دس کتب خانے تھے اور ہر ایک کا ذخیرہ بارہ ہزار کتابوں پر مشتمل تھا۔ نیز

> کتب خانوں اور کتابوں سے استفادہ اس حد تک آسان تھا کہ کسی زرِ ضمانت کے جمع کرائے بغیر اِن کتب خانوں کی دو سو سے زیادہ کتابیں ہر وقت میرے گھر میں پڑی رہتی تھیں، جن میں سے ہر ایک کی قیمت دو سو طلائی دینار تھی۔ میں علم و ادب کے باغ میں گھومتا رہتا اور گھر بار، بیوی بچوں کو فراموش کیے علم و ادب کے اِس باغ سے پھول چنتا رہتا۔

یہ کتب خانے الغار کے عہد تک علم و ادب کی روشنی پھیلاتے رہے، اس کے بعد ہلاکو خان کے وزیر رشید الدین فضل اللہ (م ۱۳۱۸ء) نے وقیع ذاتی کتب خانے کی بنا ڈالی جس میں بیسیوں کاتب اور جدول ساز کتابیں لکھنے اور نقل کرنے میں مصروف رہتے تھے۔ اسی طرح مشہور نقشبندی بزرگ خواجہ محمد پارسا نے ایک عظیم ذخیرہ کتب فراہم کیا جو اُنھوں نے اپنے طویل سفروں کے درمیان جمع کیا تھا۔ ہشتر خان کے امیروں (۱۵۱۹ء - ۱۷۸۵ء) میں سے عبدالعزیز (م ۱۶۴۷ء) اور سبحان قلی (م ۱۶۸۰ء) نے فارسی کتابوں کا ایک ذخیرہ بخارا میں جمع کیا تھا۔ سبحان قلی نے طبّی کتابوں کی فراہمی میں بڑی جدوجہد کی تھی، خیوا کے خان ابوالغازی (م ۱۶۴۳ء) نے اپنے کتب خانے کی تعمیر و تشکیل کے لیے طویل سفر کیے تھے۔ تاریخی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ گزشتہ دو صدیوں میں جب مسلم قوّت و سطوت گھٹنا گئی تھی، بخارا، تاشقند، سمرقند اور دوسرے شہروں میں کئی کتب خانے علماء اور طلبہ کی ضرورتیں پوری کر رہے تھے۔ قاضی محی الدین اور قاضی القضاۃ بخارا شرف جان (م ۱۹۳۵ء) نے بڑی محنت سے کتب خانے تشکیل دیے تھے۔ شیخ الاسلام بخارا کے کتب خانے میں بڑا قیمتی ذخیرۂ مخطوطات تھا جو بالشویک انقلاب کے بعد تحریکِ مزاحمت کے دوران میں پہلے استانبول اور پھر مدینہ منورہ منتقل کر دیا گیا۔

ذیل میں وسطی ایشیا کی دو ریاستوں — تاجکستان اور ازبکستان کے کتب خانوں کا مختصر ذکر کیا جاتا ہے۔

## تاجکستان

تاجکستان میں چار ہزار کتب خانے ہیں۔ دوشنبے میں چار معروف اور اہم کتب خانے ہیں۔ اکیڈمی آف سائنسز کے کتب خانے کی بنیاد ۱۹۲۳ء میں رکھی گئی۔ بیس مختلف زبانوں میں اس کے ذخیرے کی تعداد پندرہ لاکھ ہے۔ کتب خانے میں ایک خصوصی شعبۂ مخطوطات ہے۔ ۶۰-۱۹۵۹ء میں اکیڈمی آف سائنسز نے بدخشاں میں پامیر کے پہاڑی علاقے میں مخطوطات کی تلاش اور حصول کے لیے ایک مشن بھیجا تھا جو فارسی مخطوطات حاصل کرنے میں کامیاب رہا۔ یہ مخطوطات اسماعیلی عقائد و تاریخ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اطلاع کے مطابق حسن بن صباح کی اپنی تحریر میں اس کی خود نوشت بھی شامل ہے۔

اکیڈمی آف سائنسز کا ایک حصہ "تاجکستان انسٹی ٹیوٹ آف اورینٹلزم" ہے جو ۱۹۳۳ء میں قائم ہوا۔ مخطوطات کے حوالے سے اس ادارے کا کتب خانہ تاجکستان کا اہم ترین ذخیرہ ہے۔ ۱۹۵۳ء میں بعض دوسرے کتب خانوں سے مخطوطات یہاں منتقل کیے گئے تھے۔ بیس ہزار مخطوطات میں زیادہ تر عربی اور فارسی میں ہیں۔

فردوسی اسٹیٹ لائبریری (دوشنبے) وزارت شہری امور سے وابستہ ہے۔ یکم جنوری ۱۹۳۳ء کو شہر کے کتب خانے کی حیثیت سے قائم ہوئی تھی۔ ۱۹۳۴ء میں اسے "شاہنامہ" کے شاعر "فردوسی" کے نام سے موسوم کیا گیا۔ تیس لاکھ کتابوں کا اس میں ذخیرہ ہے اور تقریباً اڑھائی ہزار مخطوطات ہیں۔

اپریل ۱۹۸۷ء میں تاجکستان کے ادیبوں نے ایک جدید کتب خانے کی بنیاد رکھی ہے جس میں چند سو مخطوطات ہیں۔

## ازبکستان

ازبکستان میں چھوٹے بڑے ۹ ہزار کتب خانے ہیں۔ ان میں ازبکستان اکیڈمی آف سائنسز (تاشقند) سے وابستہ اداروں کے مختلف کتب خانے شامل ہیں۔ ابوریحان البیرونی انسٹی ٹیوٹ آف اورینٹلزم کا شعبۂ مخطوطات دنیا کے چند اہم ذخائر میں سے ایک ہے۔ تقریباً اسی ہزار مخطوطات یہاں محفوظ ہیں۔

یونیورسٹی آف سمرقند ایک اکیڈمی کے طور پر ۱۹۲۷ء میں قائم ہوئی تھی۔ ۱۹۳۳ء میں اسے یونیورسٹی کا درجہ دیا گیا۔ اس کے کتب خانے میں چھ لاکھ مطبوعہ کتابیں اور تیرہ ہزار مخطوطات ہیں۔

---